جلد ۴۳/۸ ۔ ۳۱ ظہور ۱۳۳۳ ہش

۳۱ اگست ۱۹۵۴ء نمبر ۲۰۰

امریکی فوجی امداد اکتوبر کے آخر تک پاکستان پہنچنی شروع ہو جائے گی

کراچی میں امریکی سفیر مسٹر ہورس اے ہلڈرتھ کا بیان

کراچی ۳۰ اگست۔ امریکی سفیر متعینہ پاکستان مسٹر ہورس اے ہلڈرتھ نے خیال ظاہر کیا ہے کہ پاکستان کے لئے امریکی فوجی امداد اکتوبر کے آخر تک پاکستان پہونچنی شروع ہو جائے گی۔ مسٹر ہلڈرتھ نے جمعرات کے روز پانچ ہفتہ کے لئے امریکہ جا رہے ہیں۔ ایسوشی ایٹڈ پریس آف پاکستان کے نمائندہ سے ایک ملاقات میں کہا کہ جب وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی امریکہ جائیں گے۔ تو امریکی حکومت سے مشورہ کرنے کے لئے میں بھی واشنگٹن میں موجود ہونگا۔ انہوں نے کہا کہ وہ امریکی محکمہ خارجہ سے مشرقی پاکستان کے سیلاب زدہ علاقہ کی امداد کے لئے بات چیت کریں گے مسٹر ہلڈرتھ نے کہا کہ وہ محکمہ خارجہ کے افسروں سے جنوب مشرقی ایشیا کی مجوزہ دفاعی تنظیم کے بارہ میں بات چیت نہیں کریں گے۔

مشرقی پاکستان کے سیلاب زدہ علاقہ میں خدام الاحمدیہ کی مساعی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ایک ہزار روپیہ عطا فرمایا۔

ڈھاکہ ۲۵ اگست مشرقی بنگال کے ہولناک طوفان کی زد میں آنے والے مصیبت زدہ اشخاص کی مدد کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار روپیہ عطا فرمایا ہے۔ امدادی کام میں انجمن احمدیہ ڈھاکہ و نرائن گنج اور خدام الاحمدیہ تندہی سے کام کر رہی ہیں۔

(باقی دیکھیں صہ پر)

مزدوروں کے لئے پالیسی مرتب کرنے کی غرض سے کمیٹی کا تقرر

کراچی ۳۰ اگست۔ آج مرکزی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ اعلیٰ اختیارات کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ جو مزدوروں کے لئے نئی پالیسی مرتب کرنے کے لئے سفارشیں پیش کرے گی۔ کمیٹی کے ناموں کا عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔

مبلغ سوئٹزرلینڈ جو موٹر کے حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ کہ ان کی بائیں ٹانگ پر پلاسٹر چڑھا دیا گیا ہے۔ عام صحت بہتر ہے۔ وہ اور ان کی اہلیہ اتوار کے روز زیورچ جا رہی ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

برطانیہ نے مصر کو اسلحہ بھیجنے پر سے پابندی ہٹالی

لندن ۳۰ اگست۔ برطانیہ نے مصر کو اسلحہ بھیجنے پر جو پابندی لگائی تھی۔ وہ ہٹالی گئی ہے۔ یہ پابندی اکتوبر ۱۹۵۱ء میں لگائی گئی تھی۔ جب وفد پارٹی کی حکومت نے مصطفیٰ نحاس کی قیادت میں ۱۹۳۶ء کا مصری برطانوی معاہدہ منسوخ کر دیا تھا۔ آج برطانوی دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا کہ پابندی ہٹانے کا یہ مطلب ہے کہ مصر کو یہ ضمانت دینی ہوگی کہ فوجی سامان کو جارحانہ مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جائیگا۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ناصر آباد ۲۷ اگست۔ مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا گلا خراب ہے اور پیٹ میں درد کی شکایت ہے۔ احباب اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

> احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈاک آئندہ ناصر آباد سندھ کے پتہ کی بجائے ربوہ کے پتہ پر بھیجی جائے۔

لاہور ۳۰ اگست۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو لگاتار تین دن سے سانس کی تکلیف ہو رہی ہے۔ رات ساڑھے دس بجے دورہ پڑا تھا۔ آج بھی شام کے چھ بجے کے قریب دورہ پڑا۔ رات کو نیند بھی نہیں آئی۔ طبیعت میں کمزوری کافی ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں

ریاض ۲۸ اگست مکرم شیخ ناصر احمد صاحب

مرزا احمد پرنٹر و پبلشر نے الفضل پریس میں طبع کرا کر میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۳۱ ظہور ۱۳۳۳ھش

سیاسی شعور

معاصر روزنامہ نوائے وقت اپنی اشاعت ۳۰ اگست ۱۹۵۴ء میں ایک اداراتی نوٹ "چیستان" کے زیر عنوان لکھتا ہے :۔

"صوبہ سرحد کے ضمنی انتخابات میں سرکاری افسر مداخلت کر رہے ہیں یا نہیں یہ سوال ایک چیستان بن کر رہ گیا ہے۔ عوامی لیگ کے حامیوں کی طرف سے یہ پراپیگنڈا کیا جا رہا تھا۔ کہ ڈپٹی کمشنر مردان مسلم لیگ کی حمایت کر رہے ہیں۔ مگر ایک دن یکایک یہ خبر آئی۔ کہ ڈپٹی کمشنر مردان نے مسلم لیگی امیدوار کو فرنٹیئر کرائمز ریگولیشنز کے ماتحت گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا ہے۔ اس کے دوسرے دن یہ خبر آگئی۔ کہ حکومت صوبہ سرحد نے ڈپٹی کمشنر کو معطل کر دیا ہے۔"

کچھ اور باتیں پیش کر کے معاصر لکھتا ہے کہ

"صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ کو ہر قیمت پر ووٹ کی آزادی کا احترام برقرار رکھنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی سرکاری افسر مسلم لیگ کے حق میں اور عوامی لیگ کے خلاف کام کرتا ہوا پایا جائے۔ تو اسے بھی اسی تیزی اور مستعدی کے ساتھ معطل کرنا چاہیئے۔ جس تیزی اور مستعدی کے ساتھ مردان کے ڈپٹی کمشنر کو مسلم لیگ کے خلاف دلچسپی لینے کے الزام میں معطل کیا گیا ہے۔"

ملکی اور قومی مفاد کے پیش نظر کوئی پاکستانی ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو معاصر کی اس رائے کے ساتھ متفق نہ ہو۔ کہ ہر قیمت پر ووٹ کی آزادی کا احترام برقرار رکھنا چاہیئے۔ اور حکومت کو کسی پارٹی کا لحاظ نہیں کرنا چاہیئے۔ خواہ وہ مسلم لیگ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طریق سے ملک میں سیاسی دیانتداری کی فضا قائم کی جا سکتی ہے۔ اور یقیناً سب سے پہلے حکومت پر یہ فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ ملک میں ایسی فضا قائم کی جائے۔ لیکن اسی طرح یہ فرض ان تمام پارٹیوں پر بھی عائد ہوتا ہے۔ جو انتخابات لڑتی ہیں۔

افسوس ہے کہ اس ملک میں یہ فضا اتنی خراب ہو چکی ہے۔ کہ ہمارے پارٹی لیڈروں کو ان خرابیوں کا احساس تک نہیں۔ یہاں تک جیسا کہ اوپر کے اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک پارٹی خود ہی ایک بد عنوانی کی مرتکب ہوتی ہے۔ اور اس پر پردہ ڈالنے کے لئے اسی بد عنوانی کا الزام بھی مخالف پارٹی پر لگاتی چلی جاتی ہے۔ اور ایک ڈپٹی کمشنر جو در اصل اس پارٹی کی حمایت کر رہا ہے۔ اس پر دوسری پارٹی کی حمایت کا الزام لگایا جاتا ہے۔ یہ کتنی دھاندلی ہے؟ جب ہمارے لیڈروں کی ذہنیت ایسی گندی ہو چکی ہے۔ تو عوامی ذہنیت کا صحت مندی کے ساتھ نشوونما پانا کس طرح قیاس میں آ سکتا ہے؟ اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ اگر حکومت صحت مندانہ فضا قائم کرنے کی کوشش بھی کرے۔ تو یہ لیڈر کس طرح اس کی پوزیشن کو خراب کر سکتے ہیں۔ خاصکر جبکہ برسر اقتدار پارٹی بھی انتخابات میں حصہ لے رہی ہو۔ دوسری بات جو قابل غور ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلم لیگ کی مخالف پارٹیوں کو شروع ہی سے یہ شکایت ہے۔ کہ انتخابات میں حکومت جانبداری کرتی ہے۔ اور اس طرح دھاندلی مچا کر مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب کراتی ہے۔ ورنہ نتائج اس کے حق میں برآمد ہوتے۔

چونکہ مسلم لیگ برسر اقتدار پارٹی ہے اور اسی کی حکومت ہے۔ اس لئے عوام کو اس کے برخلاف بھڑکانے کے لئے یہ ہتھیار بڑا کارگر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن سرحد کے مندرجہ بالا واقعات نے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ مسلم لیگ کے مخالف اس سے بھی دو ہاتھ کہیں آگے ہی ہیں۔ اور جہاں بس چلے وہ دھاندلی اور دھونس وغیرہ سے کام نکالنے تک ہی نہیں رہتے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اپنی بد عنوانیاں مسلم لیگ پر تھوپنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔

ملک کے یہ حالات بے حد تشویشناک ہیں۔ اور اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ ملک میں کوئی ایسی پارٹی موجود نہیں۔ کہ اگر مسلم لیگ کی مخالف پارٹیاں سب مل ملا کر اسے چت گرا لیں تو وہ مسلم لیگ کی جگہ لے سکے۔ مسلم لیگ سے یہ للّٰہی بغض ملک وقوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اس لحاظ سے مخالف پارٹیوں کا وہی مقام ہے۔ جو انجیل میں بیان کردہ ان نیک لوگوں کا تھا۔ جنہوں نے ایک بدکار عورت کو سنگسار کرنے کی ٹھانی تھی۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس چیلنج پر کہ جس نے کبھی بدکاری نہیں کی ہو وہی آگے آکر پتھر مارے۔ تمام بھیڑ ایک ایک کر کے چھٹ گئی۔ اور عورت ہی صرف وہاں رہ گئی۔ اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ سو

بنے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک خرابی ہی خرابی چھائی ہے۔ جیسا کہ پنجابی میں کہتے ہیں۔ تند نہیں تانی ہی بگڑی ہوئی ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ اس کا علاج کیا ہے۔ ہمارے بعض لیڈروں کا خیال ہے۔ کہ جب مسلم لیگ کو مٹا دینے میں کامیابی ہو گی۔ تو سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔ چنانچہ آج ہی ایک معاصر اپنے اداریے میں سرحد کے ضمنی انتخابات پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔ کہ

"صوبہ سرحد کے ضمنی انتخابات ختم ہو کر ان کا نتیجہ نکل آیا ہے۔ مسلم لیگی امیدوار ضلع مردان کے دونوں حلقوں میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان کی یہ کامیابی بالکل غیر متوقع نہیں ہے۔ صوبہ سرحد سے متواتر کئی ہفتوں سے جو خبریں آ رہی تھیں۔ ان سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ سرحد کے عوام مسلم لیگ سے ہزار بیزار سہی۔ میدان مسلم لیگ کے ہاتھ ہی میں رہے گا۔ دھاندلی سرکاری ملازمین کی مداخلت اثر و رسوخ کا استعمال جعلی رائے شماری اور سینکڑوں دوسری بد عنوانیاں صرف ان ضمنی انتخابات میں ہی نہیں کی گئیں۔ بلکہ پنجاب کے ضمنی انتخابات میں بھی یہی کچھ ہو چکا ہے۔ اور اس سے پیشتر جو صوبائی انتخابات منعقد ہوئے تھے۔ ان میں بھی انہی حربوں کی مدد سے مسلم لیگ برسر اقتدار آئی تھی۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے۔ کہ مسلم لیگ ملک میں انقلاب لانے کے واحد جمہوری راستے کو بند کر دینے پر تلی ہوئی ہے۔ اور یہ چیز ملک کے مستقبل کے لئے انتہائی تشویشناک ہے۔ مسلم لیگ نے گذشتہ سات برس میں جس نہج پر کاروبار مملکت انجام دیا ہے۔ اس کے نتائج آج ہر شخص واضح طور پر دیکھ رہا ہے۔ ان نتائج کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر مسلم لیگی قیادت کا پرچم چندے اور ملک پر سایہ فگن رہا تو اس کا خدا ہی حافظ ہے۔ ملک کے مستقبل کو بچانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ مسلم لیگ کے ہاتھوں سے زمام اقتدار لے لی جائے۔"

ہمارا کام مسلم لیگ کی وکالت نہیں ہے۔ مگر اس اقتباس میں جو چیز خاص طور پر نمایاں نظر آتی ہے۔ وہ حب علی کی بجائے بغض معاویہ ہے۔ مگر معاصر نے حقیقی سوال کو بھی لیا ہے۔ چنانچہ اسی اداریہ میں آگے لکھتا ہے۔

"دوسری چیز انتخابات میں ابھر کر یہ سامنے آگئی ہے۔ کہ ہمارے عوام میں ابھی سیاسی اور دینی شعور پیدا نہیں ہوا۔ وہ اپنے برے بھلے۔ دشمن اور دوست میں تمیز نہیں کر سکتے۔ وہ ہر خوشنما آواز پر لبیک پڑتے ہیں۔ وہ ہر مسحور کن نعرے پر عقل و ہوش کھو بیٹھتے ہیں۔ وہ قبائلی۔ خاندانی۔ گروہی اور دوسرے جاہلی تعصبات کا شکار ہیں۔ اور ان سطحوں سے اوپر ان کی فکر و نظر پرواز ہی نہیں کرتی۔ وہ ذاتی اغراض و مفادات کی خاطر اپنے ووٹ کی طاقت کو بیچ دیتے ہیں۔ وہ تعلیم سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے اپنے حقوق سے ناواقف ہیں۔ اور نہایت آسانی کے ساتھ دباؤ اور تخویف و تہدید میں آجاتے ہیں۔ اسی طرح انہیں تحریص و ترغیب کے ذریعہ بھی بآسانی شکار کیا جا سکتا ہے۔"

اگر عوام کا سیاسی شعور بلند ہو جائے۔ تو معاصر کے نزدیک اس سے ملک وقوم کو جو فائدہ ہو گا۔ وہ تو الگ رہا۔ مگر سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ "اس وقت دستور زیر ترتیب ہے۔ دستور کے نفاذ کے بعد پورے ملک میں عام انتخابات ہوں گے۔ مسلم لیگ ان انتخابات میں پہلے سے زیادہ وسیع پیمانے پر اپنے آزمودہ حربوں کو استعمال کرے گی۔ اور اگر ان حربوں کو ناکام بنانے کی جدوجہد ابھی سے نہ شروع کی گئی۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ملک وقوم مزید پانچ برس کے لئے مسلم لیگ کے سیاسی چنگل میں گرفتار ہو جائیں گے۔"

معاصر کے نزدیک دھاندلی دھونس الغرض تمام خرابیاں اور مسلم لیگ لازم ملزوم ہیں۔ اور اس کی مخالف پارٹیاں بالکل بے گناہ اور معصوم ہیں۔ گویا عوام کے سیاسی شعور کا ارتقاء فی نفسہٖ کوئی مرغوب چیز نہیں۔ البتہ وہ اس لئے ناگزیر ہے۔ کہ مسلم لیگ کو بہر حال گرانا لازمی ہے۔ سوال ہے کہ عوامی سیاسی شعور کے ارتقاء کے لئے اگر ان جانبدارانہ اغراض کے پیش نظر کام کیا جائیگا۔ تو اس میں کہاں تک کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے؟ دوسرا سوال اس ضمن میں یہ ہے۔ کہ کیا پاکستان میں ایسے لوگ پیدا نہیں ہو سکتے جو پارٹی پالیٹکس سے بلند ہو کر عوام کے سیاسی شعور کو اونچا کرنے کی بے غرض کوشش کریں؟ اگر نہیں ہو سکتے۔ تو یقیناً پاکستان کی داخلی سیاست کا افق مدتوں تک تاریک ہی رہے گا۔ اور طلوع آفتاب کے لئے ہمیں ابھی انتظار ہی میں پڑا رہنا ہو گا۔

نہ یہ گوہروں کی دنیا نہ یہ شبنموں کی دنیا
مرے دل کے ٹکڑے اڑ کر بنی آنسوؤں کی دنیا

مجھے حکم دے دیا ہے کہ اسے حرم بنا دے
مرے چار سو بچھا کر یہ صنمکدوں کی دنیا

نہ یہاں ہوا زمیں کی نہ فضا ہے آسماں کی
میں بتاؤں کیا کہ کیا ہے ترے بیخودوں کی دنیا

تنویر

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے۔ کہ روزنامہ الفضل خود خرید کر پڑھے

خطبہ جمعہ

حقیقی بڑائی اور عظمت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں ہی ہوتی ہے

جب قومیں بنتی ہیں تو ان کے افراد کی اصلاح کے لئے ایک لمبی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے

ہر مومن کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ دوسروں کی اصلاح کرے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۳ اگست ۱۹۵۴ء بمقام ناصر آباد سندھ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
کل پرسوں ہی مجھے

ایک خط

کسی احمدی کا ملا ہے۔ جس میں اس نے لکھا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تو پندرہ سال میں فتح نصیب ہو گئی تھی۔ اور صحابہؓ کے اخلاق ایسے تھے ایسے تھے۔ لیکن جماعت کو وہ فتح نصیب نہیں ہوئی۔ اور ان کے اخلاق بھی ایسے اچھے نہیں۔ ناظر عیش کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بنائے ہوئے افسر نہایت تنگی سے گذارہ کرتے تھے۔

اصل میں تو یہ

ایک بیمار دل کی آواز

ہے۔ معترض ایسا شخص ہے۔ جو کسی زمانہ میں یہ بھی دعوے کرتا رہا ہے۔ کہ ہم بزرگ صوفیا اتنے بڑے ہیں۔ کہ نبیوں کی بھی کیا طاقت ہے۔ کہ وہ ہمارے مقابلہ میں آئیں۔ اس پر میں نے اسے جماعت سے خارج کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے توبہ کی۔ اور اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کیا۔ اور میں نے پھر اس کو جماعت میں شامل کر لیا۔ مگر کچھ مدت گزرنے کے بعد اس نے پھر مجھ سے خط وکتابت شروع کر دی۔ کہ مجھے تو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ میں کیا کروں۔ گویا لیڈری کی حرص اس میں پھر عود کرنی شروع ہوئی۔ پس جہاں تک اس کی شخصیت کا سوال ہے۔ میں اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ مگر میں نے اور لوگوں سے بھی ایسے اعتراضات سنے ہیں۔ سو

پہلی چیز تو یہی ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیشک چودہ پندرہ سال میں فتح نصیب ہو گئی۔ لیکن ہمیشہ مشابہ چیزوں سے نتائج نکالے جاتے ہیں۔ غیر مشابہ چیزوں سے کوئی نتائج نہیں نکالے جاتے۔ مثلاً کوئی کہے کہ انگور کے درخت کی تو ہزار سال عمر ہوتی ہے۔ اور گندم جو ساری دنیا کو اتنا فائدہ پہنچاتی اور لوگوں کا پیٹ بھرتی ہے۔ وہ پانچ مہینے میں ہی ختم ہو جاتی ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ گندم اور انگور کی آپس میں مشابہت کیا ہے۔ دونوں کا آپس میں کوئی جوڑ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شرعی نبی تھے۔ اور شرعی نبی دنیا میں چند ہی گزرے ہیں۔ ان کے حالات اور

غیر شرعی نبیوں کے حالات

میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ شرعی نبی ایک ایسی شریعت لاتا ہے۔ جو دنیا کے لئے بالکل نئی ہوتی ہے۔ وہ نئی قسم کی عبادت بتاتا ہے۔ نئی قسم کا ذکر بتاتا ہے۔ نئی قسم کے اخلاق بتاتا ہے۔ نئی قسم کے اعمال بتاتا ہے۔ جن کو لوگ شروع میں سمجھ بھی نہیں سکتے۔ کہ انہوں نے کیا کرنا ہے۔ مثلاً آج تم سے جاہل سے جاہل آدمی بھی جسے دین کی معمولی سی واقفیت ہو۔ نماز کے موٹے موٹے مسائل بتا دے گا۔ روزے کے موٹے موٹے مسائل بتا دے گا۔ لیکن حدیثوں کو ہم دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں نظر آتا ہے۔ کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی سوال کر رہے ہیں۔ کہ یا رسول اللہ! فلاں مسئلہ کس طرح ہے فلاں مسئلہ کس طرح ہے۔ اب کیا یہ سمجھا جائیگا۔ کہ تم ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بھی بڑے ہو۔ ہر جاہل سے جاہل اور کودن سے کودن انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ

اس کی وجہ یہ ہے

کہ وہ لوگ نئے نئے مسائل سیکھ رہے تھے۔ اور تم وہ ہو۔ جو اپنے باپ دادا سے ان مسائل پر عمل کرتے چلے آ رہے ہو۔ تم نے دیکھا۔ کہ تمہارا باپ اور دادا اور تمہارے دوسرے رشتہ دار اس اس طرح نماز پڑھا کرتے ہیں۔ سو تم بھی اسی طرح نماز پڑھنے لگ گئے۔ آج ہر شخص جانتا ہے۔ کہ اس نے نماز میں باتیں نہیں کرنی۔ ادھر ادھر نہیں دیکھنا۔ مگر حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ بعض دفعہ صحابہؓ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ کہ اوپر سے ایک شخص آتا۔ اور کہتا السلام علیکم اور وہ نماز میں ہی جواب دے دیتے۔ کہ وعلیکم السلام۔ یا کوئی سجدہ میں دعا کر رہا ہے۔ تو ساتھ والا مشورہ دے رہا ہے۔ کہ یہ دعا بھی ساتھ شامل کر لو۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اس وقت مسائل نازل ہو رہے تھے۔ اور

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ساتھ ساتھ ہدایت دیتے چلے جاتے تھے۔ جب کوئی نماز میں ہی سلام کا جواب دے دیتا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما دیتے۔ کہ نماز میں جواب نہیں دینا چاہیئے۔ اور وہ رک جاتا۔ پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو نماز میں مشورہ دینا شروع کیا۔ اور خیال کیا۔ کہ یہ تو منع نہیں ہوگا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے بھی منع فرما دیا۔ ان کی مثال ایک چھوٹے بچے کی سی تھی۔ اور

تمہاری مثال

ایک بڑے آدمی کی سی ہے۔ گو وہ درجہ میں تم سے لاکھوں گنے بڑے تھے۔ ایک چھوٹا بچہ نماز پڑھتا ہے۔ تو ساتھ ساتھ پوچھتا بھی جاتا ہے۔ کہ اب میں نے کیا کرنا ہے۔ سجدہ میں جاتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ اماں اب کیا کرنا ہے پھر سجدہ سے اٹھتا ہے۔ تو پوچھتا ہے۔ اماں اب کیا کرنا ہے۔ اور ماں اسے بتاتی جاتی ہے۔ اسی طرح ان کو مسائل کا پتہ ہی نہیں تھا۔ اور وہ پوچھنے پر مجبور تھے۔ پھر بعض دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی ابھی

آدھا حکم

نازل ہوتا تھا۔ اور آدھا نازل ہونے والا ہوتا تھا۔ اس لئے جوں جوں احکام کا نزول ہوتا جاتا۔ آپؐ بتاتے جاتے۔ بہرحال مقابلہ کے لئے

دو چیزوں میں مشابہت

کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ شرعی نبیوں کے احکام چونکہ نئے ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کو سیکھنے پڑتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ وہ شریعت والے نبی کو اس کے زمانہ میں ہی حکومت دے دیتا ہے۔ مثلاً زکوٰۃ حکومت سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر حکومت نہیں ہوگی تو لوگوں کو زکوٰۃ کے مسئلہ کا صحیح طور پر علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ احکام کی عمل سے تشریح ہوتی ہے۔ ایک ناواقف انگریز کو اگر کوئی نماز کا رسالہ دے دیتا ہے۔ تو وہ محض اس رسالہ کو دیکھ کر نماز نہیں پڑھ سکے گا۔ لیکن تم پڑھ لوگے۔ اس لئے کہ تم نے اپنے باپ دادا کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ پس چونکہ اللہ تعالیٰ یہ جانتا ہے۔ کہ اگر شرعی نبی کے زمانہ میں ہی

دینی احکام کی وضاحت

نہ ہوئی۔ تو پچھلے لوگوں کے لئے مصیبت آجائیگی اس لئے وہ شرعی نبیوں کو ان کے زمانہ میں ہی حکومت دے دیتا ہے۔ تاکہ وہ ان [illegible] احکام پر عمل کر کے لوگوں [illegible] کے لئے

ایک نمونہ

قائم کر سکیں۔ غیر شرعی نبیوں کے لئے نہ نماز کی مشکل ہے۔ نہ روزہ کی مشکل ہے۔ نہ حج کی مشکل ہے۔ نہ زکوٰۃ کی مشکل ہے۔ ان کا یہی کام ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگوں سے کہتے ہیں۔ کہ تم نماز چھوڑ بیٹھے ہو۔ نماز پڑھو۔ روزہ چھوڑ بیٹھے ہو۔ روزہ رکھو۔ حج چھوڑ بیٹھے ہو حج کرو۔ زکوٰۃ چھوڑ بیٹھے ہو۔ زکوٰۃ دو۔ یہ نہیں کہ لوگ ان سے پوچھیں نماز کیا ہے اور روزہ کیا ہے اور حج کیا ہے۔ اور

زکوٰۃ کیا ہے۔ وہ صرف عمل کی تلقین کرتے ہیں یا ان کی صحیح حکمتیں بتاتے ہیں۔ مگر حج کو بغیر حکومت کے قائم نہیں کیا جا سکتا۔ زکوٰۃ کو بغیر حکومت کے قائم نہیں کیا جا سکتا۔ مقدمات کی قضا بغیر حکومت کے قیام کے نہیں ہو سکتی۔ اسلئے

شریعت والے نبیوں کو

ان کے زمانہ میں ہی حکومت دی جاتی ہے۔ لیکن غیر شرعی نبیوں کو حکومت کا دیا جانا ضروری نہیں۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحب کا نام مسیحؑ رکھا گیا۔ اور مسیحؑ کی جماعت کو تین سو سال بعد حکومت ملی تھی۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو وہ بے شک ملک تو نہیں ملا۔ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔ مگر مصر سے نکلنے کے بعد ان کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ پس جن نبیوں کے پاس شریعت ہوتی ہے۔ ان کے احکام اور ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کے احکام اور ہوتے ہیں۔ یہ صرف دل کی چاٹ ہوتی ہے۔ کہ ہمیں بھی حکومت مل جائے۔ اور ہم بھی لیڈر بن جائیں۔ خدا کی حکومت سے ایسے لوگوں کو کوئی غرض نہیں ہوتی۔ دین سے ایسے لوگوں کو کوئی محبت نہیں ہوتی۔ صرف اتنی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کہیں ہم بھی وزیر ہو جائیں۔ گویا لالچ اور حرص ان سوالات کے پس پردہ کام کر رہی ہوتی ہے حالانکہ

ہر شخص سمجھ سکتا ہے

کہ دین کے ساتھ حکومت کا کیا تعلق ہے۔ خدا سے تعلق ہو جائے۔ تو حکومتیں اس کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہوتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کیا کوئی حکومت تھی۔ مگر خدا کہتا ہے کہ

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے"

اب ایک شخص بادشاہ ہے۔ اور ایک شخص ایسا ہے کہ بادشاہ اس کے سامنے جھک جاتا ہے تو دونوں میں سے بڑا کون ہوا۔ پس بغیر بادشاہت کے بھی بڑائی ہو سکتی ہے۔ مگر اسی وقت جب لالچ اور حرص کو چھوڑ دیا جائے

باقی یہ کہ احمدی ایسے ہی اور ویسے ہیں سو

اس کا جواب ... ہے۔

کہ ... ظاہر احمدی کا ہے کہ وہ دوسرے کو نیک بنائے۔ پس بجائے اس کے کہ وہ اعتراض کرے وہ یہ بتائے کہ اس نے کتنوں کو نیک بنانے کی کوشش کی ہے یا تو وہ یہ کہے کہ احمدی نیک نہیں ہو سکتے۔ اور اگر یہی بات ہے۔ تو پھر وہ خود احمدیت کو کیوں چھوڑ نہیں دیتا۔ وہ آپ اس گند میں کیوں آ گیا ہے۔ اور اگر احمدی نیک بن سکتے ہیں۔ تو وہ ان کو کیوں نہیں بناتا۔ پس یہ اعتراض بھی عقل کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب قومیں بنتی ہیں۔ تو ان کے

افراد کی اصلاح کے لئے

ایک لمبی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال ایک

کارخانہ کے مالک کی سی نہیں۔ جس کے کارخانہ میں بڑی بڑی مشینیں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس میں لوہا بھی ہوتا ہے پیتل بھی ہوتا ہے۔ کاریگر بھی ہوتے ہیں اور وہ کارخانہ اعلیٰ قسم کی لالٹینیں بناتا چلا جاتا ہے۔ آپؑ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے سپرد ٹوٹی ہوئی لالٹینوں کی مرمت کی جاتی ہے۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مرمت پر کتنا وقت لگتا ہے۔ یہیں دیکھ لو ہمارے ٹریکٹر پر چھ ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ مگر وہ کھڑا ہے۔ جب پوچھو تو کہتے ہیں۔ کہ فلاں جگہ سے ایک پائپ ... ہے۔ فلاں جگہ سے پٹرول ٹپکتا ہے۔ لیکن نئے ٹریکٹر ایک ایک دن میں دس دس پندرہ پندرہ اور بیس بیس بھی کارخانے والے نکال دیتے ہیں۔ لیکن ایک ایک ٹریکٹر کی مرمت کرنے میں چھ چھ مہینے لگ جاتے ہیں تو

بگڑی ہوئی چیز کو درست کرنا

بڑا مشکل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ٹوٹی ہوئی لالٹینیں دی گئی ہیں۔ کہ ان کو درست کرو۔ ہم ٹانکا لگاتے ہیں۔ تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ اب لالٹین دوسری طرف سے ٹپک رہی ہے۔ پھر اسجگہ ٹانکا لگاتے ہیں۔ تو ایک تیسرا نقص نکل آتا ہے۔ پس ہماری مثال کارخانے والوں سے نہیں ملتی۔ انہوں نے نیا مال لینا ہے اور نکالتے چلے جانا ہے۔ اور ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اسکو کہاں کہاں ٹانکا لگتا ہے بعض دفعہ ٹانکا نہیں لگتا۔ تو سارا تلا بدلنا پڑتا ہے۔ یا باڈی بدلنی پڑتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس مرمت کے بعد جو چیز بنے گی۔ وہ اس قیمت کی نہیں ہوگی۔ جس قیمت کی کارخانہ میں بنی ہوئی نئی چیز ہوتی ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ وہ جیسی بھی بنے گی۔ مشکل سے بنے گی۔ کیونکہ اس کے اندر مخفی خرابیاں موجود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مثال دیا کرتے تھے

کہ نئی تختی پر لکھنا کتنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن خراب تختی جس پر جا بجا لکھا ہوا ہو اس پر کچھ اور لکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اس پر لکھنے کے لئے پہلے انسان اسے دھوئے گا۔ پھر گاچنی لگائے گا۔ پھر خشک کرے گا۔ اور پھر لکھے گا۔ لیکن خالی تختی پر بڑی آسانی سے خوشخط سے خوشخط لکھا جا سکتا ہے۔ غرض ہمارے زمانہ میں لوگ

مذہب سے اتنے دور

ہو چکے ہیں۔ اور ان کے دلوں پر اتنی غلط باتیں لکھی جا چکی ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ سے ان کا تعلق کٹ چکا ہے۔ اور دین سے ان کو اتنا بُعد ہو چکا ہے۔ کہ جس طرح ریتی سے رگڑ رگڑا جاتا ہے اسی طرح ہم بھی ان کو رگڑتے ہیں۔ مگر بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بعد میں ہمیں پتہ لگتا ہے کہ جہاں سے رگڑنا چاہیئے تھا۔ وہاں سے تو ہم نے رگڑا ہی نہیں۔ کسی اور جگہ رگڑتے رہے ہیں۔ پھر

وہ ہیں بھی انسان۔ اور انسان انکار بھی کر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے۔ میں تو نہیں مانتا۔ پس اگر کسی کو جماعت کے افراد میں

کوئی نقص نظر آتا ہے

تو اس کا فرض ہے کہ اس نقص کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اعتراض کرنا محض حماقت ہے کیونکہ اس میں جیسے زید کی ذمہ واری ہے۔ ویسی ہی عمر اور خالد کی بھی ذمہ واری ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

فرمایا کرتے تھے کہ ایک بزرگ تھے۔ جو بھوپال میں رہا کرتے تھے۔ اور میں کبھی کبھی ان سے ملنے کے لئے چلا جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کام زیادہ ہوا تو میں کئی دن تک ان سے ملنے کے لئے نہیں گیا۔ بہت دنوں کے بعد جب میں گیا تو مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ نور الدین رحم اتنے دن ہو گئے تم آئے نہیں۔ میں نے کہا کام زیادہ تھا۔ پڑھائی کی طرف زیادہ توجہ رہی اسلئے آ نہیں سکا۔ کہنے لگے۔ کبھی تم قصاب کی دوکان پر گئے ہو میں نے کہا کئی دفعہ کہنے لگے۔ تم نے دیکھا ہو گا۔ کہ وہ گوشت کاٹتے ہوئے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد چھریاں آپس میں رگڑ لیتا ہے۔ تمہیں کبھی خیال نہیں آیا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ گوشت کاٹتے کاٹتے چھریوں کو چکنائی لگ کر ان کا مونہہ کُند ہو جاتا ہے۔ جب وہ چھریاں آپس میں رگڑتا ہے۔ تو چکنائی دور ہو جاتی ہے اور چھریاں پھر تیز ہو جاتی ہیں۔ یہ مثال دے کر کہنے لگے۔ جس طرح قصاب کی چھریوں کو گوشت کاٹتے وقت چکنائی لگ جاتی۔ اور ان کا مونہہ کُند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان دنیا کے دھندوں میں مشغول ہوتا ہے۔ تو اس کی روح کچھ نہ کچھ کُند ہو جاتی ہے۔ اس وقت ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کسی

نیک آدمی کی صحبت

میں بیٹھے تاکہ اس کی روح میں پھر تازگی پیدا ہو جائے اور دنیوی آلائش کا اثر جاتا رہے۔ پس تمہیں جلد جلد ملتے رہنا چاہیئے۔ دوسرے لوگوں کے ملنے سے کچھ تم پر اثر ہوتا ہے۔ اور کچھ ہم پر اثر ہوتا ہے۔ اور چونکہ ہم دونوں کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی محبت پائی جاتی ہے۔ اسلئے جب ہم ملتے ہیں۔ تو ہمارا زنگ دور ہو جاتا ہے۔ پس ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ دوسرے کی اصلاح کرے بشرطیکہ اس کے اندر نیک نیتی پائی جاتی ہو۔ یہ نہ ہو جیسے میں نے ایک شخص کی مثال دی تھی۔ کہ کہنا شروع کر دے مجھے یہ الہام ہوا ہے مجھے وہ الہام ہوا ہے۔ فلاں مر جائے گا۔ فلاں کو ترقی مل جائے گی۔ یہ محض خود غرضی ہوتی ہے اور ایسا انسان صرف اپنی بڑائی کا خواہشمند ہوتا ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کے زمانہ میں ایک دفعہ

عبداللہ تیماپوری

قادیان آیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں احمدی ہوا تھا۔ مگر بعد میں خود مدعی بن بیٹھا۔ اور اس نے روز مجھے رقعے لکھنے شروع کر دیئے کہ مجھے مان لو۔ میں مصلح موعود ہوں۔ تھا کھاتا پیتا آدمی۔ کچھ سودی لین دین بھی کرتا تھا۔ اور اس کے مرید بعض اچھے اچھے عہدوں پر تھے۔ اور پھر صدقہ و خیرات کرتے رہنا اور غرباء کو کھلانا بھی اس کی عادت میں داخل تھا۔ میرے پاس جب بار بار اس کے رقعے پہنچے۔ تو میں نے ایک دفعہ اسکو بلوایا اور کہا آپ کے رقعے تو روز آتے ہیں۔ مگر مجھے فیصلے کا کوئی ذریعہ معلوم نہیں ہوتا۔ آپ کہتے ہیں مجھے مان لو

مگر سوال یہ ہے

کہ میں آپ کو کیوں مان لوں۔ کہنے لگا آپ نے مولوی صاحبؓ کو مانا ہوا ہے یا نہیں۔ پھر مجھے ماننے میں کیا عذر ہے۔ میں نے کہا حضرت مولوی صاحبؓ کو ہم نے خلیفہ مانا ہے۔ اور ہر مامور کے بعد اس کا کوئی نہ کوئی قائم مقام ہوتا ہے۔ اور یہ ایک طبعی اور عقلی بات ہے کہ کوئی شخص ایسا ضرور ہونا چاہیئے۔ جو جماعت کو سنبھالے۔ ورنہ کام سب تباہ ہو جاتا ہے۔ اس غرض کے لئے ہم نے مولوی صاحب کی اتباع کی ہے۔ تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ ہم نے آدمی کے انتخاب میں غلطی کی ہے مگر

تم یہ نہیں کہہ سکتے

کہ ہم نے ایک شخص کو خلیفہ ماننے میں غلطی کی ہے۔ کیونکہ مامور کے بعد اس کا کوئی نہ کوئی خلیفہ ضرور ہونا چاہیئے۔ مگر آپ تو کہتے ہیں میں مامور ہوں۔ پس سوال یہ ہے کہ ہم آپ کو کیوں مان لیں۔ کہنے لگا مجھے خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے میں نے کہا۔ اس طرح تو جس کے جی میں آئیگا وہ کہہ دیگا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ پھر کیا میں ہر ایک کو ماننا شروع کر دوں گا۔ کہنے لگا نہیں مجھے سچا الہام ہوتا ہے۔ میں نے کہا میں نے تو آج تک کوئی شخص نہیں دیکھا۔ جو یہ کہتا ہو مجھے جھوٹا الہام ہوتا ہے ہر شخص یہی کہتا ہے کہ مجھے سچا الہام ہوتا ہے۔ کہنے لگا۔ آپ نے مرزا صاحبؑ کو مانا ہے یا نہیں۔ اگر الہام کی وجہ سے نہیں تو کس وجہ سے آپ نے ان کو مانا ہے میں نے کہا ہم نے مرزا صاحبؑ کو اسلئے مانا ہے کہ

ہمیں قرآن کریم کے مطالعہ سے

پتہ لگتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جب کسی کو مامور بنا کر بھیجتا ہے۔ تو اس کے آنے سے پہلے ہی اس کی صداقت کے

گواہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ گواہ اس کی صداقت کا ثبوت ہوتے ہیں۔ ورنہ خالی دعوے اس کی صداقت کا ثبوت نہیں ہوتا۔ پھر میں نے کہا۔ آپ مرزا صاحب کے زمانہ میں آئے تھے۔ اگر مرزا صاحب آپ کو مان لیتے۔ تو یہ سب جھگڑا ختم ہو جاتا۔ کہنے لگا

اصل بات یہ ہے

کہ نبی کی فال پر بڑی نظر ہوتی ہے۔ جب میں آپ سے ملنے کے لئے آیا۔ تو اس وقت میں نے کالا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ مرزا صاحب نے میرا کالا کوٹ دیکھ کر مجھے نہیں مانا۔ کیونکہ کالا رنگ منحوس ہوتا ہے۔ میں نے کہا یہ دلیل آپ کے نزدیک چلتی ہوگی۔ مرزا صاحب کے لئے تو خدا تعالےٰ نے دلیل پیدا کی تھی۔ وہ یہ تھی کہ ابھی آپ نے دعوے بھی نہیں کیا تھا۔ کہ اس نے آپ کے ہاتھ سے براہین لکھوادی جس نے بھی براہین کو دیکھا اس نے سمجھ لیا کہ یہ شخص خدا رسیدہ ہے۔ کیونکہ قرآن کی معرفت بغیر خدا رسیدہ انسان کے اور کسی کو نہیں ہو سکتی جب لوگوں پر ثابت ہو گیا۔ کہ آپ قرآن کی خدمت کرنے والے ہیں۔

خدا تعالےٰ کی محبت رکھنے والے

ہیں۔ دین کی اشاعت کرنے والے ہیں۔ تو اس کے بعد جب آپ نے دعوے کیا تو لوگوں نے آپ کو مان لیا۔ اور پھر ان کے ایمانوں کی اس رنگ میں زیادتی ہوتی چلی گئی۔ کہ آپ نے پیشگوئیاں کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔ کہنے لگا میں نے بھی کئی پیشگوئیاں کی ہوئی ہیں۔ میں نے کہا جب وہ پوری ہوں گی۔ اس وقت مجھے رقعہ لکھنا۔ ابھی سے میرا وقت کیوں ضائع کر رہے ہو۔ خیر وہ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد میں نے

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کو سنایا۔ کہ اس اس طرح عبد اللہ تیماپوری سے باتیں ہوئی ہیں۔ فال والی بات سنکر آپ بہت ہنسے اور فرمانے لگے۔ میری طرف سے اسے کہنا (عبد اللہ تیماپوری کا رنگ کالا تھا) کہ مرزا صاحب نے تیرا کالا کوٹ دیکھ کر نہیں مانا تو ہم تیرا کالا رنگ دیکھ کر کس طرح مان لیں۔ تو اس رنگ کی بھی بعض طبیعتیں ہوتی ہیں۔ اصل میں وہ دنیا میں بڑھنا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ انہیں اور کوئی سامان میسر نہیں ہوتے اس لئے وہ الہام کے دعوے کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ ہر دعوے کا کوئی ثبوت بھی ہونا چاہیئے۔ اور سچائی کی کوئی علامت بھی ہونی چاہیئے۔ وہ علامتیں قرآن کریم نے بیان کی ہیں۔ اور ان کے مطابق سچائی کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اس زمانہ میں

اسلام ایک مصیبت میں پھنسا ہوا ہے

اور کفر کا دنیا پر غلبہ ہے۔ اب جو شخص قرآن اور اسلام کی خدمت کرکے دکھا دے گا۔ ہم مان لیں گے کہ وہی ہے کہ جس کی زمانہ کو ضرورت تھی۔

حضرت مرزا صاحب نے یہی کہا کہ ؎

میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اس کی وجہ یہی ہے کہ جب اسلام ایک بیمار کی طرح تھا تو یہ کس طرح ممکن تھا کہ اللہ تعالےٰ اسے علاج کے بغیر رہنے دیتا۔ یہی ہم غیر احمدیوں سے کہتے ہیں کہ جو مسیح نے کام کرنا تھا۔ جب وہ سب کچھ مرزا صاحب کر رہے ہیں تو تمہیں ان کے ماننے میں عذر کیا ہے۔ مسیح نے عیسائیت کا زور توڑنا تھا وہ مرزا صاحب نے توڑ دیا۔ مسیح نے غلط خیالات اور

غلط عقائد کی اصلاح

کرنی تھی۔ وہ آپ نے کر دی۔ اسی طرح قرآن کی آپ نے خدمت کی۔ اسلام کی آپ نے اشاعت کی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو آپ نے پھیلایا۔ پھر اور کونسا کام ہے۔ جو مسیح آکر کرے گا۔ اور جب ایک شخص نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس نے اصلاح کا کام کر دیا ہے تو انکار کے کوئی معنے نہیں۔ لیکن منگنی ماری۔ چارپائی کے نیچے گھس گئے اور دوسرے کے کان میں کہہ دیا۔ کہ مان لو مجھے الہام ہوتا ہے۔ اور ہم نے ذکر الہٰی کے بہانہ سے ہو ہو کرنا شروع کر دیا۔ تو نہ ایسے ایمان کی کوئی حقیقت ہے۔ اور نہ ایسے الہام کی کوئی حیثیت ہے۔ نبی آتا ہے تو وہ دھڑلے سے کہتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ اگر دین کو اس کام کی ضرورت نہیں۔ تو تم ثابت کر دو۔ کہ دین اس کے بغیر بھی زندہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر میرے علاوہ کسی اور نے بھی یہ کام کیا ہے۔ تو اس کو سامنے لاؤ۔ یا اگر کسی کو کارکنی کا دعوے ہے۔ تو وہ ایسا ہی کام کرکے دکھا دے اور ایک نیک جماعت پیدا کر دے۔ دنیا اسے خود بخود مان لے گی۔ لیکن یہ کتنی بڑی

منافقت ہے ؎

کہ ادھر ایک شخص مرزا صاحب کو مانتا ہے اور ادھر کہتا ہے کہ آپ کا کام ناقص تھا اگر ان کا کام ناقص تھا۔ تو پھر کسی اور کی ضرورت ہے۔ اور یا پھر تم خود اس کام کو پورا کرکے دکھا دو۔

دنیا خود فیصلہ کرلیگی

کہ تم نے وہ کام پورا کیا ہے یا نہیں۔

احباب مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان کی ہر ممکن مدد فرمائیں

(از مکرم مہاشہ محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ مقیم ڈھاکہ)

جیسا کہ احباب کو علم ہے۔ ایک ماہ سے زائد عرصہ گذر رہا ہے کہ مشرقی پاکستان خطرناک سیلاب کی لپیٹ میں آچکا ہے۔ اب تک سیلاب کا زور کم ہونے کی بجائے بڑھتا چلا جا رہا ہے گورنمنٹ کی طرف سے سیلاب زدگان کو محفوظ مقامات پر لے جانے اور ان کے لئے ریلیف وغیرہ کا کام نہایت سرعت اور تیزی سے ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کے علاوہ بعض دوسرے ادارے بھی کام کر رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ ریلیف کا کام اعلےٰ پیمانہ پر ہو رہا ہے۔ لیکن پھر بھی سیلاب کی تباہ کاریوں کے مقابلہ میں یہ بہت ہی تھوڑا ہے۔ ملک کے مخیر اصحاب کے علاوہ صوبائی حکومتوں کی طرف سے بھی کافی مدد پہنچ رہی ہے۔ اس موقعہ پر مغربی پاکستان کے احمدی احباب بھی مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کر رہے ہیں۔ لیکن اس میں ابھی کافی گنجائش ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ہم سے ہر ایک جو کچھ بھی خدمت ان مصیبت زدوں کی کر سکتا ہو وہ ضرور کرے مختلف اضلاع کی جماعتیں اپنے اپنے طور پر یا مرکز کے ماتحت ریلیف کے لئے جو کچھ بھی کر سکتی ہوں کریں۔ یہاں دوائیوں کے علاوہ کپڑوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہزاروں آدمی ایسے ہیں۔ جن کے تن پر کپڑا ابھی نہیں ہے۔ مغربی پاکستان کے احباب اس ہولناک تباہی کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ جو کہ سیلاب کی وجہ سے مشرقی پاکستان کے بھائیوں پر آئی ہے۔ یہاں تک کہ بعض مقامات پر مردوں کو دفن کرنے کے لئے خشک زمین نہیں ملتی کہ جس میں مردوں کو دفن کیا جا سکے۔ جس کی وجہ سے بعض مقامات پر مردوں کو دریا میں بہانا پڑا۔ پس میں احباب جماعت کے دوستوں کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ انفرادی اور اجتماعی طور پر سیلاب زدگان کی مدد کرنے کی پوری کوشش کریں۔ نیز ان سے نہایت عاجزی سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ان مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے خدا تعالےٰ کی درگاہ میں خاص طور پر دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس مصیبت کو اپنے فضل و کرم سے دور کرے یہاں کے مخلص احمدی اپنی طاقت اور محدود ذرائع کے مطابق ریلیف کا کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ نارائن گنج میں ہمارے دوست تین کیمپوں میں مصروف خدمت ہیں۔ اور دن رات ایک کرکے اپنے آپ کو مشکلات میں ڈال کر ریلیف کا کام کر رہے ہیں۔ احباب ان دوستوں کے لئے بھی دعا فرمائیں

برطانیہ میں اعلیٰ میڈیکل تعلیم کے لئے وظائف

درخواستیں بنام ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز پنجاب لاہور ۹/۵۴ تک مطلوب ہیں۔

شرائط:۔ میڈیکل گریجوایٹ (ملازم یا پرائیویٹ پریکٹیشنر) مجوزہ فارم درخواست و تفصیلات ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر سے یا ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز پنجاب لاہور سے حاصل ہوں۔ (سول لاہور ۲۶/۸/۵۴)

کلرکوں کی ضرورت

لوئر ڈویژن کلرک۔ تنخواہ ۶۰۔۴۔۱۰۰۔۵۔۱۲۰ الاؤنس علاوہ۔ جونیئر کلرک ۶۰/- روپے ماہوار درخواستیں معرفت نزدیک ترین دفتر روزگار ۱۸ ستمبر ۱۹۵۴ء تک بنام ڈائریکٹر سول سپلائیز اینڈ ٹرانسپورٹ پاکستان گورنمنٹ یونی ایک کلب میری طلب کی گئی ہیں۔ مطلوبہ کوائف، عمر تعلیمی قابلیت۔ تجربہ معہ نقول اسنادات سول لاہور ۲۸/۸/۵۴

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

دعائے مغفرت

میری والدہ صاحبہ مورخہ ۲۲ر اگست کو بعارضہ ضعف جگر فوت ہو گئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ملک فیض الرحمٰن ساکنہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ حال کراچی شیر شاہ کالونی)

قافلۂ قادیان کے لئے دوست درخواستیں بھجوائیں

(از مکرم مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے انچارج شعبہ حفاظت مرکز ربوہ)

اس سال بھی بشرط منظوری دسمبر کے آخری ہفتہ میں قادیان میں ایک قافلہ بھجوانے کی تجویز ہے۔ پس جو دوست اس قافلہ میں شریک ہونا چاہیں۔ وہ ستمبر ۱۹۵۴ء کے آخر تک میرے دفتر میں درخواست بھجوا دیں۔ درخواست کے لئے میرے دفتر کی طرف سے ایک مطبوعہ فارم مقرر ہے۔ جس میں تمام ضروری اندراجات کے لئے خانے رکھے گئے ہیں۔ پس جو صاحب قافلہ میں شریک ہو کر قادیان جانا چاہیں انہیں میرے دفتر سے یہ فارم منگوا کر اس فارم پر درخواست دینی چاہیئے۔ جس کے بغیر کوئی درخواست قابل غور نہیں سمجھی جائے گی۔ فارم کی قیمت ایک آنہ مقرر ہے۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ چونکہ گذشتہ دو سال سے پاسپورٹ کا طریق رائج ہو گیا ہے۔ جس میں کافی وقت لگتا ہے۔ اور ابتدائی درخواستوں کے بعد پاسپورٹ کے سرکاری فارم بھی بھرنے ہونگے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ستمبر ۱۹۵۴ء کے آخر تک ابتدائی درخواستیں ہمارے دفتر کے مطبوعہ فارم پر ہمارے پاس پہنچ جائیں۔ ورنہ بقیہ کاروائی وقت پر مکمل نہیں ہو سکے گی۔ لہٰذا کسی ایسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔ جو ستمبر کے بعد موصول ہوگی۔ اور دیر کرنے والے دوست اپنی محرومی کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ اسی طرح جو دوست مطبوعہ فارم کے جملہ خانے مکمل صورت میں نہیں بھریں گے۔ اور ناقص صورت میں درخواست بھجوائیں گے۔ وہ بھی اپنے نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

یہ بھی خیال رہے کہ سب دوستوں کو اپنا خرچ خود برداشت کرنا ہوگا۔ درج شدہ ہدایت کے مطابق پاسپورٹ سائز کے چھ عدد فوٹو بھی ساتھ لگانے ضروری ہیں۔ اور جن کے پاسپورٹ پہلے تیار شدہ ہیں۔ ان کے ویزا کیلئے تین عدد پاسپورٹ سائز فوٹو درکار ہوں گے۔

عورتیں بھی درخواستیں دے سکتی ہیں۔ گو ان کے متعلق آخری فیصلہ بہرحال حکومت کے حکم کے مطابق ہوگا۔

قربانی دے دی گئی

اس سال مندرجہ ذیل اصحاب نے مرکز میں اُن کی طرف سے قربانی ذبح کرنے کے متعلق لکھا تھا جو کہ ذبح کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

کچھ گوشت صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور غرباء ربوہ میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور کچھ لنگر خانہ میں پکا کر مہمانوں کو کھلا دیا گیا۔

(۱) محترم ڈاکٹر سید بشیر احمد صاحب گلگت (۲) محترم خواجہ ثنار اللہ صاحب آف گلگت (۳) محترم ڈاکٹر عبد الکریم صاحب سردار بہادر او۔بی۔آئی چک ۹۶ گ۔ب جڑانوالہ (۴) محترم شیخ محمد یعقوب صاحب میانہ پورہ ضلع سیالکوٹ (۵) محترم مولوی محمد دین صاحب۔ ربوہ (۶) محترمہ بیگم بشیر صاحبہ ایم۔ ای۔ ایس بنگلہ ۶ کراچی۔ (۷) حضرت میاں بشیر احمد صاحب۔ بذریعہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ (۸) محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب (۹) محترمہ سیدہ اُم ناصر احمد صاحب ربوہ۔ بذریعہ صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب (۱۰) محترمہ شمیم پسیم صاحبہ۔ (۱۱) محترم جناب ویرو سائی ابراہیم صاحب رنگون (۱۲) محترم مولوی فقیر محمد صاحب۔ سندھ (۱۳) محترم محمد اکرام اللہ صاحب۔ ملتان۔ (افسر لنگر خانہ ربوہ)

ایک نہایت ضروری اعلان

دفتر اول کے السابقون الاولون کی انیس سالہ فہرست بن رہی ہے۔ اور یہ فہرست ایک کتاب میں شائع کر کے ہر ایک مجاہد اور لائبریریوں اور تمام جماعتوں میں ارسال کی جائے گی۔ تا کہ آنے والی نسل کے لئے السابقون الاولون کی یادگار رہے۔ اور وہ اپنے سلف صالحین کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قربانیوں کے میدان میں آگے سے آگے قدم بڑھاتے جائیں۔ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر اول کے جن دوستوں کے ذمہ کسی سال کا بقایا ہو وہ بقایا ارسال کرتے وقت یہ تشریح ضرور کر دے کہ کس سال کا بقایا ہے۔ اگر اسے یاد نہ ہو۔ تو صرف لفظ "سابقہ بقایا" لکھ دے۔ دفتر خود ان کے بقایا والے سال میں دکھا دیگا۔ اور ان کا نام جب انیس سال ادا ہو جائیں گے سنو سے اطلاع دیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

تفسیر کبیر کی دو جلدیں

تفسیر کبیر قرآن مجید کی ایک بے نظیر تفسیر ہے۔ اس تفسیر کے مؤلف کے متعلق اس کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی۔ کہ وہ ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے قرآن مجید کا غلبہ ظاہر ہوگا۔ اس تفسیر کی پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے تین جلدیں نایاب ہیں۔ اس کی بعض جلدیں پچاس پچاس روپے میں فروخت ہوئی ہیں۔ ان نایاب جلدوں کے متعلق بعض دوست لکھتے ہیں۔ کہ جس قیمت پر بھی ہو سکے۔ ایک نسخہ مہیا کیا جائے۔ مگر ان کی خواہش کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔

اس وقت ہمارے پاس جلد اجزاء (جس میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ سورۃ بقرہ کے ۱۱ رکوع کی تفسیر ہے)۔ اور جلد ۶ جز ۴ حصہ سوم جس میں سورۃ العادیات سے لے کر سورۃ کوثر تک کی تفسیر ہے) کے چند نسخے باقی ہیں۔ اور ان دونوں جلدوں میں ایسے ایسے حقائق و معارف مذکور ہیں جو کسی دوسری تفسیر میں موجود نہیں۔

پہلی جلد ۸۴ ۵ صفحات پر اور دوسری جلد ۵۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ اعلیٰ قسم کا اور جلد دیدہ زیب ہے۔ قیمت فی جلد ساڑھے چھ روپے ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ یہ دو جلدیں بھی نایاب ہو جائیں۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس قیمتی خزانہ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کے لئے دیں۔ پس آج ہی آرڈر دیجئے دیر نہ کیجئے۔

(انچارج تالیف و تصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

ضروری اعلان

بعض دوست دفتری امور کے متعلق خط و کتابت کرتے وقت چٹھیوں پر ناظر کا نام لکھ دیتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ محکمانہ چٹھیاں دفتر صیغہ کے عہدہ کے نام پر ہونی چاہئیں نہ کہ ذاتی نام پر۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

داخلہ نشتر میڈیکل کالج ملتان

درخواستیں بنام پرنسپل صاحب ۹ ستمبر ۵۴ء تک بعینہ رجسٹری طلب کی گئی ہیں۔ شرائط:۔ ایف۔ ایس سی میڈیکل۔ عمر یکم اکتوبر کو یا ۳۱ جنوری کو سترہ سال پراسپکٹس گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے ملتے ہیں۔

(سول لاہور ۷ ستمبر ۵۴ء)

درخواست ہائے دعا

میری والدہ محترمہ اب بہت کمزور ہو چکی ہیں۔ اور اکثر بیمار رہتی ہیں۔ تقریباً نوے سال کی عمر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت کرنے کا انہیں شرف حاصل ہے۔ حضرت امیر المومنین۔ صحابہ کرام اور درویشان قادیان اور مخلصین جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد ابراہیم کارکن الفضل لاہور)

(۲) میرے والد صاحب جو ڈاکٹر ظفر حسین صاحب کے فرزند ہیں۔ بیمار ہیں۔ چند دنوں تک ان کا اپریشن ہونے والا ہے۔ احباب اُن کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے اور اپریشن کے کامیاب ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ (منیرہ ملک از ربوہ)

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

— کا —

ایک اہم ارشاد

"دوستوں کو اخبارات کی اشاعت کی طرف بھی خاص توجہ کرنی چاہیئے اور دوسروں کو بھی اس کی تحریک کرنی چاہیئے ...... سلسلے کے اخبارات میں سے "الفضل" روزانہ ہے۔ جہاں کوئی فرد نہ خرید سکے وہاں کی جماعتیں مل کر خریدیں ...... سلسلے کے اخبارات کو خریدنا اور پڑھنا ایسا ہی ضروری سمجھیں۔ جتنا زندگی کیلئے سانس لینا ہے۔ یا جیسے روٹی کھانا ضروری سمجھتے ہیں!"

(الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۴۲ء)

گاڈون آسٹن کی چوٹی فتح کرنیوالوں کو طلائی تمغوں کا انعام

لاہور ۳۰ اگست۔ کل یہاں گورنر ہاؤس کے دربار ہال میں پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے کے ٹو کی مہم کی کامیاب ٹیم کے ممبروں کو طلائی تمغے انعام میں پیش کئے۔ ۱۵ طلائی تمغے مہم کے پندرہ ممبران کو انعام میں دے گئے۔

ان انعامی تمغے پانے والوں میں ایک پاکستانی کرنل عطاء اللہ خاں بھی شامل ہیں۔ ایک تمغہ مہم کے متوفی ممبر مار یو پوشو کا بھی تھا۔ مہم کے قائد پروفیسر ڈیسیو کا تمغہ ان کی غیر حاضری میں ان کے نائب یوگو انجلینو کو دیا گیا ہے۔ ان تمغوں میں سے ہر تمغہ ۴ تولہ وزن کا ہے اس کے ایک جانب گورنر جنرل کا نشان ہے۔ اور دوسری جانب کے ٹو کا خاکہ ہے۔ اس پر یہ الفاظ کندہ ہیں "اطالوی پاکستانی کے ٹو کی مہم" "۳۱ جولائی ۱۹۵۴ء ۶ بجے شام" گورنر جنرل کوہ پیماؤں کو زبردست خراج تحسین ادا کیا اور کہا کہ کے ٹو کو فتح انسانی اسپرٹ کی فطرت کے سرکش عناصر پر کامیابی کا نشان ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے لئے یہ امر بڑا تسلی بخش ہے کہ اس مہم میں پاکستانیوں نے بھی حصہ لیا اور اس سے انہیں بہت خوشی ہوئی ہے کہ اس مہم کی کامیابی میں ہنزہ قلیوں کا بھی حصہ ہے اور اسطرح دو سرقلیوں کی طرح شہرت بھی اس سلسلہ میں قائم کر دی ہے۔ انہوں نے کے ٹو کی مہم میں حصہ لینے والی ٹیم کے اس فیصلہ کو بہت سراہا کہ چوٹی پر چڑھنے والے رکن کا نام ظاہر نہیں کیا جائے گا۔ تاکہ اس اعزاز میں پوری ٹیم برابر کی شریک ہے اور صرف کسی ایک یا دو ممبروں کے ستے یہ اعزاز مخصوص نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ انفرادی امنگوں اور جذبات کو جماعتی عزت و وقار کی خاطر دبا دینے اور قربان کر دینے کی یہ بے نظیر مثال ہے اور اس کی انسانی تعاون کی فطرت کی انتہائی شریفانہ طور پر کھلکر تعریف کی جاسکتی ہے۔ خاص طور پر پاکستان میں جہاں یہ مثال قائم کی گئی ہے۔ اسے ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیئے۔

فارموسا اور ہانگ کانگ میں شدید طوفان

تائیپہ (فارموسا) ۲۹ اگست۔ آج جزیرہ فارموسا میں بارش اور آندھی کا زبردست طوفان آیا۔ طوفان کی رفتار ۱۵۰ میل فی گھنٹہ تھی۔ گذشتہ سال میں فارموسا میں اتنا بڑا طوفان کبھی نہیں آیا۔

خیال یہ ہے کہ اس طوفان کی وجہ سے جزیرے کو سخت جانی اور مالی نقصان پہونچا ہے۔ لیکن چونکہ طوفان کی وجہ سے مواصلات کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اس لئے تفصیلات کی کوئی خبر نہیں ملی۔ اندازہ یہ ہے کہ سینکڑوں اشخاص ہلاک ہو چکے ہونگے۔

ہانگ کانگ کی اطلاع ہے پیشتر جلد ہے کہ اب ہانگ کانگ بھی اس طوفان کی زد میں آچکا ہے۔ بندرگاہ میں خطرے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے جہازوں نے بندرگاہ میں پناہ لینی شروع کر دی ہے۔ البتہ بڑے جہاز بڑے سمندر کی طرف جا رہے ہیں۔ مابعد کی اطلاع ہے کہ تین جہاز خشکی پر چڑھ چکے ہیں۔ اور چار طوفان کی تھپیڑوں کھا رہے ہیں۔

مشرقی بنگال کے سیلابی علاقے میں خدام الاحمدیہ کی مساعی

(بقیہ صفحہ اول)

نائب صدر خدام الاحمدیہ مشرقی پاکستان نے بذریعہ سرکلر تمام قائدین جماعت کو ہدایت دی ہے کہ خدام الاحمدیہ کے تمام ممبر امدادی کام میں ہر ممکن مدد کریں۔

خدام الاحمدیہ ڈھاکہ کے وفد اور ممبر وقتاً فوقتاً نرائن گنج، سوئل پاڑا۔ اور دیو بھوگ کے علاقوں کا دورہ کرتے رہے۔ اس علاقہ میں تقریباً ایک صد روپیہ نقد تقسیم کرنے کے علاوہ چاول دال خشک دودھ کے ڈبے دوائیاں وغیرہ تقسیم کی گئیں۔ اور اس علاقہ کے لوگوں کی شکایات کو تحریری اور زبانی طور پر افسران بالا تک پہنچایا گیا

ایک دوست کی کتابوں کو جن کا سیلاب کی وجہ سے تلف ہو جانے کا خطرہ تھا۔ محفوظ مقام پر پہنچایا گیا ـــــ خدام الاحمدیہ نرائن گنج کے ممبر باوجود خود مصیبت میں ہونے کے پھر بھی نہایت تندہی کے ساتھ امدادی کام میں مصروف ہیں۔ تقریباً پندرہ خدام تین بڑے امدادی مرکزوں میں کام کر رہے ہیں۔ ـــــ نرائن گنج میں مشن پارٹی نے بچوں میں تقسیم کے لئے دودھ کا انتظام کیا گیا ہے جو کہ ہر روز باقاعدہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دیگر ضروری دوائیاں بھی تقسیم کی جاتی ہیں۔

اجتماعی کام کے علاوہ، انفرادی طور پر بھی خدام اپنے اپنے حلقوں میں تبلیغ کے کاموں میں مصروف ہیں

(محمد اجمل شاہد ڈھاکہ ایسٹ پاکستان)

درخواستِ دعا

میرے والد محترم ماسٹر محمد حسن صاحب آسان دہلوی آجکل ہائی بلڈ پریشر کے شدید دورے کیوجہ سے سخت بیمار ہیں دن میں کئی مرتبہ سانس کی تکلیف ہو جاتی ہے احباب جماعت کیخدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔ (مسعود احمد صدر حلقہ کرشن نگر لاہور)